اس کے بعد جنوبی ہند کے ارکان اور جماعتوں کی طرف سے جو تجاویز اور مشورے آئے ہوئے تھے وہ پیش ہوئے۔ پہلے قیم جماعت تجویز یا مشورے پڑھ کر سنا دیتے تھے۔ اس کے بعد مجوز صاحب اور دوسرے لوگوں کو موقع دیا جاتا تھا کہ وہ اس کے موافق یا مخالف کچھ کہنا چاہیں کہیں، اور آخر میں امیر جماعت اپنے فیصلے یا رائے کو بیان کر کے پھر حاضرین کو موقع دیتے تھے کہ اگر ان کو ان کے فیصلے یا اظہار رائے سے اطمینان نہ ہوا ہو تو اپنے شبہہ کو پیش کریں۔ لیکن اس کا موقع نہیں آیا۔ تجاویز اور ان پر فیصلے نمبر وار درج ذیل ہیں:-

تجویز نمبر ۱- ریاست حیدر آباد میں چونکہ تعلیم بہت کم ہے اس لیے ایسے لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہے جو صرف معمولی اردو سمجھ سکتے ہیں۔ ان کو اسلام کی دعوت سے واقف کرانے اور اصلاح کی طرف متوجہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ خطبات کو الگ الگ پمفلٹوں کی شکل میں شائع کیا جائے۔ ان کی قیمت اور صفحات کم ہونے کی وجہ سے عوام انھیں بآسانی خرید اور پڑھ لیتے ہیں اور اس سے آئندہ کے لیے راستہ کھل سکتا ہے۔

اس تجویز کی وضاحت کرتے ہوئے مولوی محمد یونس صاحب نے مقامی حالات کی کچھ مزید تفصلات بتائیں اور اس پر امیر جماعت نے حسب ذیل دو سوالات ان سے دریافت کیے:

(۱) کیا اس سے یہ بدگمانی تو پیدا نہ ہوگی کہ یہ پیسے بٹورنے کی مختلف صورتیں ہیں کہ ایک ہی چیز کو الگ الگ پمفلٹوں کی شکل میں شائع کیا جاتا ہے اور پھر اسی کو کتابی شکل میں شائع کر کے دوبارہ قیمت وصول کی جاتی ہے؟

(۲) ہماری کتابوں کے سارے مضامین مل کر ایک چیز پیش کرتے ہیں۔ ان کو الگ الگ کر کے پیش کرنے کی مثال ایسی ہوگی جیسے کسی آدمی کے مختلف اعضاء کو الگ الگ کر کے دکھایا جائے۔ اس سے پڑھنے والے کے سامنے پوری بات نہیں آئے گی اور نہ وہ ہمارا مقصد سمجھ سکے گا۔ آپ اس قباحت کو کس طرح دور کریں گے؟

ان سوالات کے جواب میں مولوی محمد یونس صاحب نے کہا کہ ریاست حیدر آباد میں اس امر کا

کوئی اندیشہ نہیں کہ عوام تک دعوت پہنچانے کی ہماری اس تدبیر کو کتب فروشی پر محمول کیا جائے گا بلکہ لوگ تو اس کے لیے خود اصرار کر رہے ہیں اور مرکز کی ہدایات کے ماتحت خطبات کی الگ الگ اشاعت روک دینے سے حیدرآباد میں تبلیغی کام کو بہت نقصان پہنچا ہے۔

دوسرے سوال کے جواب میں یونس صاحب نے کہا کہ اگر ایک ایک خطبہ الگ الگ شائع کرنے میں یہ اندیشہ ہے کہ ہماری کوئی پوری بات پڑھنے والے کے سامنے نہیں آئے گی تو خطبات کو پانچ حصوں میں تقسیم کر کے شائع کر دیا جائے۔ مثلاً حقیقت اسلام، حقیقت نماز، حقیقت زکوٰۃ..... ..... حقیقت حج اور حقیقت جہاد۔ اس طرح ہر بات پوری آجائے گی۔

امیر جماعت: اگر یہ بات ہے تو ریاست حیدرآباد کے مخصوص حالات کے لحاظ سے وہاں کے لیے اس کی اجازت ہے لیکن اسے صرف آپ کے کارکن اپنی تبلیغ میں استعمال کریں۔ اس کا کوئی اشتہار نہ دیا جائے اور نہ اسے عام مکتبوں میں رکھا جائے اور اگر بعد میں کوئی بدگمانی پیدا ہوتی دیکھیں تو یہ اشاعت بند کر دی جائے۔

مولانا سید صبغۃ اللہ صاحب: مدراس کے حالات بھی بالکل وہی ہیں جو حیدرآباد کے بیان کیے گئے ہیں اور یہاں بھی خطبات کے پمفلٹوں کی شدید ضرورت ہے۔

امیر جماعت: آپ اپنی ضروریات کے مطابق حیدرآباد سے منگوا لیا کریں لیکن یہاں بھی ان کا اشتہار نہ دیں اور نہ عام طور پر مکتبوں میں انہیں فروخت کیا جائے۔

تجویز نمبر ۳۔ ہندوستان کی اکثریت غیر مسلم ہے اور ہمارا لٹریچر صرف مسلمانوں کو پیش نظر رکھ کر لکھا گیا ہے اس لیے غیر مسلم طبقہ میں دعوت پھیلانے کے لیے ضروری ہے کہ غیر مسلموں کی نفسیات کو پیش نظر رکھ کر مرکز سے آسان لٹریچر تیار کیا جائے جس کا ترجمہ غیر مسلموں کی زبانوں میں بھی کیا جائے۔

امیر جماعت۔ اس سوال کے دو پہلو ہیں، ایک یہ کہ موجودہ مضامین ہی کو آسان اور سلیس زبان میں منتقل کیا جائے اور دوسرے یہ کہ غیر مسلموں کی نفسیات اور ضروریات کو سامنے رکھ کر الگ مضامین لکھے جائیں۔ آپ کی مراد کس کام سے ہے؟

مولوی محمد یونس صاحب (مجوز) - میری مراد پہلی شکل سے ہے۔

امیر جماعت - ہم نے گذشتہ سال الٰہ آباد کے اجتماع میں عوامی لٹریچر کے لیے ایک حلقہ بنایا تھا لیکن اس حلقے نے اب تک کوئی کام نہیں کیا۔ ارکان اور ہمدردوں کو خود اس سلسلے میں قدم اٹھانا چاہیے۔ میرے لیے اب مشکل ہے کہ میں کوئی نیا کام شروع کروں۔ میں تو دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اتنی ہی طاقت دیدے کہ تفہیم القرآن کو مکمل کر لوں اور ایک دو مزید کام جو میرے پیش نظر ہیں انھیں انجام دے سکوں۔ میں کام کے لیے ہدایات دے سکتا ہوں، اور اس کی نگرانی بھی کر سکتا ہوں مگر خود کچھ زیادہ کام کرنا اب میرے لیے مشکل ہے۔ جہاں تک زبان اور انداز بیان کے سہل کرنے اور عام فہم طریقوں سے بات کو سمجھانے کا تعلق ہے اس کی فی الواقع ضرورت ہے، مگر غیر مسلموں کے لیے الگ لٹریچر تیار کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ غیر مسلموں کا کوئی ایک گروہ نہیں ہے بلکہ بے شمار گروہ ہیں۔ ان سب کو الگ الگ مخاطب کرنا نہ تو ممکن ہے اور نہ اس کی کوئی واقعی ضرورت ہے۔ ہر دعوت اپنے براہ راست مخاطب لوگوں کو ہی سامنے رکھ کر خطاب کیا کرتی ہے اور اسی سے سب لوگ یہ معلوم کر لیتے ہیں کہ یہ کیا ہے اور کیا چاہتی ہے۔ قرآن نے بھی یہی طرز اختیار کیا ہے۔ اگرچہ اس کے پیش نظر پوری دنیا کی اصلاح ہے لیکن اس نے صرف عربوں کو مخاطب کیا جو اس کے مخاطب اول تھے، انھی کی گمراہیوں پر اس نے تنقید کی۔ انھی کی خرابیوں کو نمایاں کیا اور انھی کی نفسیات اور ضروریات کو سامنے رکھ کر اپنی دعوت کو پیش کیا۔ لیکن آپ دیکھتے ہیں کہ اسی قرآن سے دنیا کے بیشتر حصے میں اسلام پھیل گیا۔ ہر وہ شخص جو قرآن کو پڑھے یہ معلوم کر لیتا ہے کہ اسلام کیا ہے اور کیا چاہتا ہے۔ اسی طرح دنیا کی دوسری تحریکیں بھی اپنے مخاطب ملک کے لوگوں کے حالات ہی کو سامنے رکھ کر پیش کی جاتی ہیں اور انھیں سے ساری دنیا ان کو سمجھتی ہے۔ یورپین تہذیب و فلسفہ ہی کو لے لیجیے۔ وہ سارے کا سارا یورپ کے لوگوں کے مسائل ہی کو حل کرتا ہے اور انھیں کے حالات سے بحث کرتا ہے لیکن اسی سے پوری دنیا اس کو سمجھ رہی ہے اور اختیار کر رہی ہے۔ اس لیے دعوت اسلامی کو غیر مسلموں کے سامنے پیش کرنے

کے لیے بھی کسی الگ لٹریچر کی ضرورت نہیں بلکہ جو لٹریچر مسلمانوں کے لیے لکھا گیا ہے وہی غیر مسلموں کو اسلام سمجھانے کے لیے کافی ہوگا۔ اصل ضرورت ایک منظم اور متحرک جماعت کی ہے جو اس دعوت کو لے کر اٹھے اور اپنی عملی زندگی میں دکھا دے کہ اسلام یہ ہے۔

تجویز نمبر ۳۔ تیسری تجویز وہی تھی جو ٹونک کے اجتماع میں پیش ہونے والی تجاویز میں نمبر ۱ پر درج ہے اس لیے اسے دہرانے کی ضرورت نہیں۔

تجویز نمبر ۴۔ قرآن کی وہ آیات خطبوں کی شکل میں مرتب کی جائیں جن سے ایمان باللہ، ایمان بالرسول اور ایمان بالآخرت پیدا اور مستحکم ہوتا ہے، تاکہ جو ارکان اور دوسرے لوگ قرآن مجید کا گہرا علم نہیں رکھتے اور خود ان آیات کو قرآن سے تلاش اور مرتب کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے وہ ان خطبات کی مدد سے اسلام کی بنیادی دعوت کو قرآن ہی سے سمجھ سکیں اور ان کو قرآن کا طریق دعوت بھی معلوم ہو۔

امیر جماعت۔ یہ تجویز نوٹ کر لی جائے اور حلقہ قرآنی مضامین والوں کو دے دی جائے کہ وہ اس طرف توجہ کریں۔ باقی رہا قرآن کا طریق دعوت تو اس پر مولانا امین احسن صاحب مفصل کتاب لکھ رہے ہیں اور وہ عنقریب شائع ہو جائے گی۔[1]

تجویز نمبر ۵۔ اُردو کے علاوہ عربی اور فارسی وہ زبانیں ہیں جو مسلمان ممالک اور اقوام میں بالعموم بولی اور سمجھی جاتی ہیں۔ ان زبانوں میں لٹریچر کے تراجم اور اشاعت کی رفتار کو جس قدر زیادہ تیز کیا جائے گا اسی قدر جلدی دوسرے مسلمان ممالک میں سے صحیح الفکر اور سلیم الطبع لوگ اس دعوت کی طرف متوجہ ہوں گے اور ان کے ذریعے یہ دعوت ان ممالک میں پھیلے گی۔ اس لیے اس طرف خاص طور پر توجہ کی جانی چاہیئے۔ نیز انگریزی زبان کو جو اہمیت اس وقت متمدن دنیا میں حاصل ہے اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے انگریزی تراجم کی جلد سے جلد اشاعت کا انتظام کیا جائے۔

امیر جماعت: ہم پہلے ہی اس کام کو اپنی وسعت و وسائل کی حد تک کر رہے ہیں اور ہماری

---

[1] یہ کتاب مکمل ہو چکی ہے اور اس وقت زیر طبع ہے۔

کوشش ہے کہ اس کام کو زیادہ سے زیادہ تیز کیا جائے۔ لیکن نہ تو ہمارے پاس کارکن کافی تعداد میں موجود ہیں، نہ مترجم مل رہے ہیں اور نہ کاغذ ہی ضرورت کے مطابق مہیا ہو رہا ہے۔ فارسی میں اب تک ایک ہی صاحب کام کرنے کے لیے ملے ہیں اور وہ بھی گوناگوں مشکلات میں گھرے ہوئے ہیں۔ عربی کا کام بھی صحیح قسم کے کارکنوں کی کمی کی وجہ سے بہت آہستہ آہستہ ہو رہا ہے۔ انگریزی میں باوجود مسلسل کوشش کے ابھی تک ہمیں کوئی ایسا آدمی نہیں ملا جو اس کام میں پورا وقت اور محنت صرف کرے اور اس کو خاطر خواہ کر بھی سکتا ہو۔ ورنہ ہم اس ضرورت سے نہ ناواقف ہیں اور نہ غافل۔

تجویز نمبر ۶۔ اجتماع الٰہ آباد میں ارکین کی صلاحیتوں کے لحاظ سے جو حلقہ بندی کی گئی تھی ان حلقوں کی کارگذاری کی اطلاع ارکان کو وقتاً فوقتاً ملتی رہنی چاہیے مثلاً ان کی سہ ماہی رپورٹیں ترجمان میں شائع کر دی جایا کریں۔

امیر جماعت۔ ابھی تک ان حلقوں میں کوئی تسلی بخش کام شروع نہیں ہوا۔ جب ان میں کچھ کام ہونے لگے گا تو پھر اس تجویز پر عمل کیا جا سکے گا۔

تجویز نمبر ۷۔ انگریزی تعلیم یافتہ اور غیر مسلموں میں تبلیغ کرنے کے لیے انگریزی زبان میں ایک پندرہ روزہ یا ہفتہ وار اخبار یا رسالہ جماعت کی طرف سے جاری کیا جائے۔

امیر جماعت۔ اس کی ضرورت ہم خود محسوس کر رہے ہیں۔ لیکن مناسب آدمیوں کا فقدان مانع ہے۔ جو لوگ اس بارے میں ہماری مدد کر سکتے ہیں وہ ہمارا ہاتھ بٹائیں۔

تجویز نمبر ۸۔ پچھلے سال اجتماع الٰہ آباد میں ایک تجویز پیش کی گئی تھی کہ مختلف جماعتوں کے ماہانہ اجتماعات کی کارروائیاں شائع کرنے اور دوسرے جماعتی کاموں اور پروگراموں کے بارے میں ضروری معلومات بہم پہنچانے کے لیے آسان اردو زبان میں ایک پندرہ روزہ یا ہفتہ وار اخبار یا رسالہ جماعت کی طرف سے جاری کیا جائے اور یہ تجویز منظور کی گئی تھی۔ معلوم نہیں کہ کن موانعات کی وجہ سے یہ تجویز اب تک عمل میں نہیں آسکی۔

امیر جماعت - جن چیزوں کی اشاعت ضروری اور مفید ہے، وہ کوثر میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ ہم پبلسٹی کا چسکا لگانا نہیں چاہتے۔ جس کی خاطر ہم کام کر رہے ہیں وہ سب کچھ جانتا ہے۔ ہم صرف وہی چیزیں شائع کرتے ہیں جن کی اشاعت دعوت و تبلیغ کے لیے ناگزیر ہو۔ یہ ضرورت کوثر پوری کر رہا ہے۔ لہٰذا محض اس غرض کے لیے تو کسی الگ اخبار کے اجراء کی ضرورت نہیں۔ البتہ اگر جماعت کی دعوت کو تیز تر کرنے کے لیے ضرورت محسوس ہوئی تو ایک ہفتہ وار پرچہ جاری کر دیا جائے گا۔

جنوبی ہند کی زبانوں میں اشاعت کا انتظام

تجاویز کے بعد جنوبی ہند کی بڑی زبانوں (تامل، تلنگی، مرہٹی، کنڑی اور ملیالم) میں دارالاشاعت قائم کرنے کا مسئلہ زیر بحث آیا۔ امیر جماعت نے جنوبی ہند کے ارکان کو بتایا کہ اب حالات ایسے پیدا ہو رہے ہیں جن کی وجہ سے جنوبی ہند میں اور ہندو اکثریت کے دوسرے علاقوں میں اردو زبان کی مدد سے دعوت کا کام کرنا مشکل تر ہوتا چلا جائے گا۔ غیر مسلموں میں تو اردو کے ذریعہ سے اس دعوت کا پھیلانا پہلے ہی مشکل تھا، مگر اب رفتہ رفتہ خود مسلمانوں میں بھی مشکل ہوگا، اس لیے کہ آئندہ ذریعہ تعلیم ہر علاقے کی اپنی زبان ہوگی اور وہی سرکاری زبان بھی قرار پائے گی۔ اردو کا چلن کم سے کم تر ہوتا چلا جائے گا۔ اگر اس حالت کے رونما ہونے سے پہلے پہلے ان مقامی زبانوں میں اسلامی لٹریچر خاصی تعداد میں مہیا نہ کر دیا گیا تو آئندہ خود مسلمان نسلوں کو بھی اسلام سے روشناس کرانے کا کوئی ذریعہ نہیں رہے گا۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم ان زبانوں میں اسلامی لٹریچر منتقل کرنے کا جلدی سے جلدی انتظام کریں۔

ملیالم دارالاشاعت تو ہم قائم کر چکے ہیں اور اس میں کچھ کام بھی شروع ہو گیا ہے لیکن جنوبی ہند کی باقی چار زبانوں میں ابھی تک کوئی انتظام نہیں ہو سکا۔ اب اس اجتماع میں ہمیں ان کے متعلق سوچنا ہے۔

تامل | تامل دارالاشاعت کے قیام کے لیے ہم عرصے سے کوشش کر رہے ہیں لیکن اب تک اس بارے میں کامیابی نہیں ہوئی۔ اس سلسلے کے سارے حالات کو سامنے رکھ کر بہت لمبی بحث و گفتگو ہوئی اور آخر کار امیر جماعت نے فرمایا کہ مولوی شیخ عبداللہ صاحب ونتاکیم تامل دارالاشاعت کے انچارج

حیثیت سے کام کریں۔ جناب محی الدین عبدالقادر جیلانی صاحب کیا پٹنام ترجمے کا کام کریں۔ بعد میں جب عبدالصمد صاحب ندوی ندوہ سے فارغ ہو کر آجائیں تو ان سے بھی کام لیا جائے۔ اس کے علاوہ دو تین آدمیوں کی کمیٹی اس غرض کے لیے بنائی جائے جو دارالاشاعت کے مختلف کاموں میں ضروری امداد اور مشورے دے۔ آپ لوگوں (صوبہ مدراس کے ارکان) کو دو ماہ کی مہلت دی جاتی ہے۔ اس دوران میں ایک طرف یہ معلوم کیا جائے کہ مقامی طور پر کس قدر وسائل و ذرائع فراہم کیے جا سکتے ہیں، اور دوسری طرف مولوی عبدالجبار شریف صاحب شہر مدراس یا اس کے مضافات میں ایک ایسے مکان کی تلاش کریں جو شامل دارالاشاعت کے کارکنوں اور قیم صوبہ مدراس کی سکونت اور دفاتر کے لیے کافی اور موزوں ہو۔ پھر ان دونوں کاموں کو ایک جگہ جمع کر دیا جائے تاکہ مولوی شیخ عبداللہ صاحب اور دارالاشاعت کے دوسرے کارکن تنظیمی کاموں میں قیم حلقہ کا ہاتھ بٹائیں اور قیم حلقہ دارالاشاعت کے کام کی نگرانی و امداد کر سکیں۔

تلنگی و مرہٹی | ان دونوں زبانوں میں ترجمے کرانے اور دارالاشاعت قائم کرنے کے لیے حیدرآباد دکن کی جماعت نے اپنی خدمات پیش کیں اور کہا کہ وہ اس کا سارا انتظام اپنے ذمے لینے کو تیار ہیں۔ حیدرآباد میں جماعت کا جو ادارہ دارالاشاعت نشاۃ ثانیہ کے نام سے قائم ہے وہ اپنے سرمائے سے اس کام کو کرے گا۔ اور مترجمین کا انتظام بھی انشاء اللہ کر لیا جائے گا۔

اس دارالاشاعت کی سکیم مکمل کرنے کے لیے امیر جماعت نے حیدرآباد کی جماعت کو دو ماہ کی مہلت دی۔

کنڑی | اس کے متعلق احمد نوری صاحب منگلوری ہمدرد جماعت اور انچارج کنڑی دارالاشاعت نے بتایا کہ سرورِ عالم کا ترجمہ وہ شائع کر چکے ہیں، بنیادی عقیدہ اس وقت زیرِ طبع ہے، اور بھی کچھ پمفلٹ اشاعت کے لیے تیار ہیں۔ کارکن بھی کچھ موجود ہیں، لیکن مشکل کاغذ اور سرمائے کی کمی کی وجہ سے پیش آ رہی ہے۔ اس بارے میں میسور کی جماعت نے امداد و تعاون کا وعدہ کیا اور امیر جماعت نے کچھ ضروری ہدایات دیں۔